مسلم پرسنل لا اور اسلام کا عائلی نظام

از مولانا شمس تبریز خاں (رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

اپنے موضوع پر اردو میں پہلی مستقل کتاب جو اپنے مباحث و موضوعات کے تنوع اور مسلم پرسنل لا کے مکمل و مدلل تعارف کے لیے امتیاز خاص رکھتی ہے جس میں مسلم پرسنل لا کی شرعی حیثیت اور اس کے امتیازی پہلوؤں سے تفصیلی اور تحقیقی بحث کی گئی اور کتاب و سنت اور علوم عصریہ سے یکساں طور پر استفادہ کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی عورتوں سے متعلق اسلامی اور غیر اسلامی قوانین کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

چند اہم عنوانات:

- ★ مسلم پرسنل لا کی شرعی حیثیت
- ★ مسلم پرسنل لا کے امتیازی پہلو
- ★ عورت غیر اسلامی تہذیب و شریعت میں
- ★ اسلام میں عورت کا مقام
- ★ اسلام کے عائلی نظام کی چند جھلکیاں وغیرہ

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم (سابق ناظم دار المصنفین) کے مقدمہ اور دو نئے ابواب کے اضافہ کے ساتھ دوسرا اڈیشن

معیاری کتابت ● آفسٹ طباعت ● صفحات ۲۸۶

قیمت: ۱۷/- سترہ روپے

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء

پوسٹ باکس نمبر ۱۱۹ لکھنؤ

رضوان

R. No. 2416/57

L/W NP 58

Monthly **RIZWAN**

LUCKNOW.

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی چند تصنیفات

نبی رحمت	تاریخ دعوت و عزیمت	ہندستانی مسلمان	ارکان اربعہ
کاروان مدینہ	سیرت سید احمد شہیدؒ	انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	منصب نبوت
دو ہفتے ترکی میں	نقوش اقبال	عالم عربی کا المیہ	تذکرہ شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی
ایک اہم دینی دعوت	سوانح حضرت رائے پوریؒ	معرکۂ ایمان و مادیت	ہندستانی مسلمان ایک نظر میں
مغرب سے صاف صاف باتیں	قادیانیت	جب ایمان کی بہار آئی	پرانے چراغ
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	شرق اوسط کی ڈائری	دو ہفتے مغرب اقصیٰ میں	پاجا سراغ زندگی
ذکر خیر	صحبتے با اہل دل	حیات عبدالحی	مکاتیب یورپ
نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں	مکاتیب مولانا الیاسؒ	مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت	دعائیں (جیبی سائز)
پیام انسانیت	مقام انسانیت	حق و انصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ	تزکیہ و احسان

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ!

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

ایڈیٹر
محمد حمزہ حسنی

جلد نمبر (۲۹)
شمارہ نمبر (۸)

اگست ۱۹۸۵ء
مطابق
ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

چندہ سالانہ
برائے ہندوستان:
-/۱۵ روپے صرف
*
برائے بیرونی ممالک:
(ہوائی ڈاک سے)
-/۱۰۰ روپے صرف

معاونین
• امامہ حسنی
• میمونہ حسنی
• اسحاق حسینی

فی پرچہ:
ایک روپیہ پچاس پیسے

دفتر
ماہنامہ رضوان، پوسٹ بکس نمبر ۳۳۵
۳۷ ۔ گوئن روڈ، لکھنؤ (انڈیا)

[library stamp]

فہرست مضامین

اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
کتاب ہدایت۔ ظلم	سید محمد حمزہ حسنی	۵
حدیث کی روشنی میں	امۃ اللہ تسنیم رح	۷
خدا کے سوا سب سے بہتر تھے وہؐ	امۃ اللہ تسنیم	۸
ہماری سب سے بڑی اور اہم ضرورت	محمد مسیح الدین صدیقی	۱۰
اسلام میں زکوٰۃ کا مقام	مولانا محمد رضوان القاسمی	۱۳
عزم شاعر مسلم	ڈاکٹر طفیل احمد مدنی	۱۹
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات	محمد زبیر	۲۰
سب سے زیادہ ضرورت مند	مولانا محمد ثانی حسنی رح	۲۴
ہمارا معاشرہ	ام بلال	۲۷
خواتین کی ذمہ داریاں	صہیب حسینی	۳۰
مخبر بدا ماں گیتی	ازام ہانی	۳۳
صحت اللہ کی نعمت۔ پتہ		۳۶
گفتگو مگر کس طرح	محمد اسلام شاکر	۳۹
تعارف و تبصرہ	ع۔م عثمانی	۴۲
خانہ داری	مبین بانو تسنیم	۴۵
نعت شریف	محمد اسحاق صدیقی	۴۷

اپنی بہنوں سے

(مدیر)

ہر دور میں ایسے افراد ہوئے ہیں جو احساس کمتری کا شکار ہونے کے سبب ایسا کام کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی نگاہیں ان کی طرف اٹھیں اور انکا شہرہ ہو۔ یہی حال اسوقت ملک کے خود ساختہ دانشور طبقہ کا ہے کہ جب ان سے کوئی کام نہ بن سکا تو انھوں نے کچھ ذاتی فوائد اور کچھ اپنی فطری کجی کی وجہ سے ایک نیا میدان ڈھونڈا اور یہ سمجھکر کہ مسلمان اس ملک میں کمزوری اور آپس کے انتشار میں مبتلا ہیں۔ اسلامی شریعت قرآن مجید اور حدیث نبوی پر حملے شروع کردئے اور بزعم خود وہ عالم انسانیت بلکہ عالم نسوانیت کے ترجمان بن گئے۔ اسلام کے قانون کو پرانا قرار دے کر اس میں تبدیلی کا مطالبہ کرنا شروع کردیا اور ہندوستان میں بسنے والے تمام فرقوں کیلئے ایک قانون بنانے کا مطالبہ کرنے لگے۔

یہ دانشور کیا بتلانے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے کہ ملک کا موجودہ قانون عورتوں کو زیادہ حقوق دیتا ہے یا اسلام؟ اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے کہ کھیتی کی زمین کے سلسلہ میں ملکی سیکولر اور ترقی یافتہ قانون یہ ہے کہ اسمیں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے اگر کوئی شخص مرتا ہے تو اسکے پاس کھیتی کی زمین ہے تو یہ زمین اسکے بیٹے کو ملے گی بیٹی کو نہیں ملے گی اور اسلام کا قانون یہ کہتا ہے کہ دو حصے بیٹے کو ملیں گے اور ایک حصہ بیٹی کو ملے گا یہ "دانشور" بتائیں کہ کون سا قانون عورتوں کے لئے مفید ہے —— اکثریت کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جو حرکتیں یہ نام و نہاد مسلمان کر رہے ہیں انکو قطعی برداشت نہیں کرنا چاہئے علماء اور مفتیان شرع متین کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایسے افراد جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن علی الاعلان شریعت اسلامی کو ناقص اور فرسودہ قرار دیکر اسمیں ترمیم کی کوشش کر رہے ہیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں اور عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔

اور رہا ہے وہ غیر مسلم دانشور جو شیش محل میں بیٹھ کر دوسرے کے گھر میں پتھر پھینک رہے ہیں ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ ان کا اپنا کیا حال ہے۔ بیویوں کو زندہ جلائیں، شوہر کے مرنے

کے بعد بیوہ کو زبردستی ستی ہونے پر مجبور کریں جائداد میں کسی قسم کا حصہ نہ دیں۔ عورت کو شیطان کا روپ سمجھیں۔ بیوہ اگر ستی نہیں ہوتی تو اسکے لئے بھیک مانگ کر زندگی گذارنا ضروری سمجھیں۔ یہ خود ساختہ "دانشور" اگر عورتوں کے بڑے ہمدرد ہیں تو انھیں پہلے اپنے گھر کی عورتوں کو حقوق دینا چاہئے حقوق دینا تو دور کی بات ہے پہلے انکو عزت کے ساتھ جینے کا ہی حق دیں اور عورت کو "انسان" سمجھنے کی عادت ڈالیں لیکن وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کرسکتے کیونکہ ہزاروں برس سے عورتوں پر ظلم و زیادتی کرنا ان کا شیوہ اور مذہبی فریضہ رہا ہے۔

ہماری بہنوں اور بھائیوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ "ہمدرد" لوگ جو آج مسلمان عورتوں کے لئے مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں ان کا منصوبہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح اسلام سے دور کیا جائے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت و شیفتگی ہے وہ ختم کی جائے آخر کیا بات ہے کہ یہ "ہمدرد" لوگ ان شہروں میں جاکر مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی کیوں نہیں کرتے جہاں مسلمان فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعہ کچلے جا رہے ہیں جہاں باعزت خواتین پر غیر انسانی مظالم سرکاری مشینری کے سایہ میں ہوتے ہیں یہ "ہمدرد" لوگ اس کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے، مظلوم کی امداد کیوں نہیں کرتے۔ آخر کیا بات ہے کہ ساری ہمدردی اور غمگساری صرف مسلم پرسنل لا کے معاملہ میں ہی ہے۔ دراصل یہ ایک منصوبہ بند سازش ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جا رہی ہے ہماری بہنوں کی ذمہ داری اس بارے میں زیادہ ہے کہ وہ اٹھیں اور آئین کے سانچوں سے معاشرہ کو روشناس کرائیں۔۔ آج اسلام کی نگاہیں اپنی مایۂ ناز بیٹیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ ان سے وفا اور قربانی کا طالب ہے۔ اٹھئے اور یہ ثابت کر دیجئے کہ آپ جانشین ہیں، امہات المومنین کی، آپ ہی کی نمائندہ فاطمہ بنت الرسولؐ، صفیہ بنت عبدالمطلب، ام ایمنؓ، اسماء بنت ابی بکر تھیں۔ آپ وارث ہیں۔ صحابیات اور اسلام کی ان مایۂ ناز بیٹیوں کی جنھوں نے مردوں کے شانہ بشانہ رسول اللہؐ کی آواز پر لبیک کہا اور قربانیوں اور خدمت اسلام میں کسی مرد سے پیچھے نہ رہیں۔ آج پھر اسلام اپنی بیٹیوں کو آواز دے رہا ہے کہاں ہیں ام حکیمؓ، کہاں ہیں اسماء بنت یزید، کہاں ہیں ام عمارہؓ۔ آیئے اس پکار پر لبیک کہیں اور ثابت کر دیں کہ آج بھی اسلام کی بیٹیوں میں وہی خون دوڑ رہا ہے جو ایمان کی گرمی، شریعت کا لحاظ اور اللہ اور اسکے رسولؐ کی محبت کی سرشاری لئے ہوئے ہے۔

لبیک اللّٰھم لبیک

ستارے ملت کے

ظلم

محمد حمزہ حسنی

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ
(شوری ع ۱)

ظالموں کا کوئی دوست نہیں اور نہ ان کا کوئی مددگار

ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات میں ظلم کی مذمت اور ظالموں کیلئے دردناک عذاب ذکر کیا گیا ہے اسی طرح کثرت سے ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں ظلم ڈھانے اور اسکے نتائج سے ڈرایا گیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت سے کسی کو تکلیف پہونچانے ناحق پرایا مال کھانے، دوسرے کی زمین غصب کرنے کو سخت ترین گناہ اور اس پر سخت وعیدوں کا بیان فرمایا ہے۔

ظلم کسقدر مصیبت لانے والا ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ قیامت میں جب حساب و کتاب ہوگا اور حق والوں کو حق دلائے جائیں گے تو منڈی بکری کو سینگ والی بکری سے حق دلایا جائے گا یعنی جانور جو احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں وہ بھی ظلم کے معاملے میں بچ نہ سکیں گے اور ان کو بھی اس کا بدلہ ملے گا۔ جب جانور بھی اپنے ظلم کی وجہ سے جو انھوں نے اپنے دوسرے ہم جنس پر کیا ہے بچ نہ سکے گا تو ہم انسانوں کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

آجکل بغیر حق کے دوسرے کی زمین پر قبضہ کر لینا معمولی بات سمجھی جاتی ہے لیکن اس کی جو سزا احادیث میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بالشت بھر زمین غصب کی تو قیامت میں اسکو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

جب ظلم ہوتا ہے تو آدمی یا تو ظالم ہو گا یا مظلوم اگر ظالم ہے تو اسکو اللہ کے عذاب کیلئے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سمیع و بصیر ہے اس کے ساتھ ہی مظلوم کی بددعا میں یہ اثر رکھا ہے کہ وہ سیدھی عرش تک پہونچتی ہے اس کے اور اللہ سبحانہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہی اسکو بتایا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور فرمایا ہے کہ جس کسی نے بھی کسی مسلمان کا حق مار لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ واجب کی۔ اور جنت حرام کی۔

ظلم کے سلسلہ میں اتنی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ ان کا یہاں درج کرنا ممکن نہیں جن سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ نہ صرف یہ کہ خود ظلم نہ کرے بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کو ظلم سے روکے اور مظلوم کی امداد و اعانت کرے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ مظلوم ہو تو اسکی مدد کروں اور ظالم کی مدد کس طرح کروں۔ آپ نے فرمایا اسکو ظلم سے روکو اور اسکو منع کرو۔ یہ اسکی مدد ہے۔ (بخاری)

حدیث کی روشنی

امۃ اللہ تسنیم

دنیا کی حقیقت

حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے دنیا اللہ کی رحمت سے دور اور اسکی ہر چیز اللہ کی رحمت سے دور ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو اس سے متعلق ہے اور سوائے علم سکھانے اور سیکھنے کے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جائدادیں نہ بناؤ تم کو دنیا کی رغبت ہو جائے گی۔ (ترمذی)

مال و دولت

حضرت عثمان ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے لئے تین چیزوں کے سوا کچھ حق نہیں۔ رہنے کیلئے گھر، بدن ڈھاکنے کیلئے کپڑا کھانے کیلئے روٹی اور پانی (ترمذی)

دعائے رسول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر ضرورت رزق دے۔ (بخاری شریف)

بستر رسول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا اور اس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوتے تھے۔ (بخاری)

اہل جہنم حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم کو دوزخ والوں کی خبر دوں۔ اس میں سب سرکش بخیل اور متکبر ہیں ہیں۔ بہ

امۃ اللہ تسنیم

خدا کے سوا سب سے بہتر تھے وہ

امامِ ہدیٰ صاحبِ سلسبیل — حبیبِ خدا مہبطِ جبرئیل
محب اور محبوبِ ربِ جلیل — نویدِ مسیحا دعائے خلیل
لئے ہاتھ میں ایک روشن دلیل
لئے عاصیان بندگانِ جلیل

رسولِ خدا خاتم المرسلین — حبیبِ خدا شافع المذنبین
مکمل ہوا جن پہ دینِ متین — مُنزّل ہے جن پر کلام مبین
رموزِ الٰہی کے پیکر تھے وہ
خدا کے سوا سب سے بہتر تھے وہ

فضا نور سے بھر گئی اس گھڑی — عرب میں وہ پیدا ہوئے جس گھڑی
کلی دل کی بے ساختہ ہنس پڑی — کریاں نور کی لگ گئی اب جھڑی
عرب پر ہوا فضلِ پروردگار
خزاں میں ہوئی آج فصلِ بہار

حجر اور شجر پھول اور پتیاں — یہ آواز آتی تھی ان سے وہاں
خدا کے نبی آپ ہیں بے گماں — سلام علیک اے رسولِ زماں
تمہاری ہی آمد کے تھے منتظر
یہ دن تیری آمد پہ تھے منحصر

ہے مرہونِ منت یہ سارا جہاں — کہ روشن ہوئے تم سے کون و مکاں
ضلالت کی اُف گہری تاریکیاں — تھی برباد کن اے سیلِ رواں

بدل گئے اب یاں کے لیل و نہار
کہ مہرِ صبحِ سعادت ہوئی آشکار

وہ فخرِ دو عالم بشیر و نذیر — ہوئے جب مدینہ میں رونق پذیر
وہاں سب کی حالت تھی بس ناگزیر — ہوئے ان کی آمد سے روشن ضمیر
رہا ظلم باقی نہ غارت گری
شب و روز مولا کی فرماں بری

وہ مینار پانچوں وہ اس کی اذاں — سہانی صبح اس کا دلکش سماں
چمک ذروں کی جیسے ہو کہکشاں — یہ نورانی صبح شب تو بنی آسماں
ہے چاروں طرف نور کا آبشار
فضا ہے منور ہوا مشک بار

مدینہ میں ہے دینِ حق کی بہار — چہکتی ہیں اب بلبلیں صد ہزار
زباں پر ہے طوطی کے یہ بار بار — خزاں دیدہ گلشن میں آئی بہار
مدینہ ہوا آج رشکِ چمن
مدینہ پہ ہے سایۂ ذوالمنن

وہ خیر البشر اور خیر الانام — رسولوں میں ہیں سب سے عالی مقام
ہیں اوصاف ان سب کے ان پر تمام — ہزاروں دُرود ان پہ لاکھوں سلام
ہے ان پر سلام محبت گزیں
بنے جن کے دربان روح الامیں

سلام محبت اگر ہو قبول — دُرودوں کا ہدیہ بھی نذرِ رسول
ہو عشقِ خدا اور محبتِ رسول — یہی ہو شب و روز میرا اصول
ہمیشہ بحقِ رسولِ زمن
ہو تسنیم پہ سایۂ ذوالمنن

ہماری سب سے بڑی اور اہم ضرورت

محمد مسیح الدین صدیقی

انسان دنیا میں آرام و چین کے ساتھ جینے اور پرسکون و خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لیے شبانہ روز کتنی سخت جد وجہد اور جانفشانی کرتا ہے لیکن اسے نہ سکون میسر ہے اور نہ حقیقی خوشی و راحت، ہر روز نت نئی مصیبتوں کا اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ قدم قدم پر نئے مسائل اور نئے حادثات جنم لیتے رہتے ہیں۔ ایک پریشانی اور آفت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری اس سے بڑی سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور انسان شدید جسمانی تکالیف اٹھانے کے باوجود سخت روحانی اذیتوں کا شکار بنتا جاتا ہے۔

ہماری ان محنتوں، کوششوں اور زبردست دوڑ دھوپ کے باوجود کیا وجہ ہے کہ ہمیں کسی پہلو چین نصیب نہیں اور روز بروز ہماری الجھنوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

اس لیے کہ ہماری کوششوں اور کاوشوں کا رخ صحیح سمت پر نہیں ہے۔ ہماری زندگی جسم و جان اور قوتیں و صلاحیتیں اپنا ایک الگ اور خاص مقصد رکھتی ہیں۔ اور ہم سے اسی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ ہماری روح، قلب اور فطرت کا تقاضا بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم اس کی اس اصل ضرورت کو پورا کریں۔ جو ہماری موجودہ خود ساختہ، خود غرضانہ اور نفسانی ضروریات سے بہت ماورا اور اعلیٰ و عظیم ہوتی ہے۔ اس طرح ہماری ظاہری ضرورت اور

زندگی و فطرت کی حقیقی "باطنی ضرورت" میں ٹکراؤ شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے قلب و روح اور ہماری زندگی اور اس کی اعلا صلاحیتیں اپنے ارفع مقاصد کے لحاظ سے ہمیں کائنات کی عظیم وسعتوں سے بھی اونچا اٹھانا چاہتی ہیں جب کہ ہم انھیں اپنی جہالت، ظاہر بینی، خود غرضی اور نفس پرستی کی بنا پر اپنے ہی شکم کا اسیر بنائے رکھنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

دیکھیے، اللہ رب العزت نے ہماری آپ کی اور جملہ جن و بشر کی تخلیق کا اصل مقصد کیا بتایا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

"میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کیلئے نہیں پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت و بندگی کریں۔"

اور جہاں تک ہماری اصل ضرورت کا سوال ہے تو سیدھی اور سچی بات یہ ہے کہ آج ہماری اور آپ کی سب سے اہم اور سب سے بڑی ضرورت ہے "اللہ" جس سے ہم کوسوں دور ہو گئے ہیں، بچھڑ گئے ہیں، ہمارے نفس نے، شیطان نے اور دنیا کی ظاہری چکا چوند طمطراق نے ہماری آنکھوں پر فریب کے چشمے چڑھا کر ہمیں خدا سے بیگانہ بنا دیا ہے اور ہمیں مصنوعی ضروریات کی پر پیچ راہوں میں بھٹکنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا ہے۔

ذرا غور کر کے دیکھیے کہ آج ہماری زندگیوں کا مقصد کیا بن گیا ہے اور ہماری ضرورتیں کیا ہو گئی ہیں؟ اچھی نوکری، نفع بخش کاروبار، اچھا کھانا، پہننا اور خوبصورت سا مکان۔ ذرا بلند ہو کر سوچیے تو شاندار مستقبل کے طول طویل منصوبے، اندیشوں اور سہانے سپنوں کا ایک لامتناہی سلسلہ۔ جس کے لیے ہم سبھی سرگرم عمل ہیں۔

لیکن سوچیے کہ کیا یہی کچھ ہماری زندگی کا اصل مقصد اور ہماری صلاحیتوں کا حقیقی مصرف ہے؟ ہماری قلبی روحانی اور فطری ضروریات درحقیقت اتنی ہی حقیر ہونی چاہیے اور چونکہ فی الحقیقت ہماری زندگی کا مقصد اور اس کی اصل ضرورت اس سے کہیں بلند اور اعلیٰ و ارفع ہوتی ہے اسی لیے محدود و حقیر ضروریات کے لیے ہماری تگ و دو بے نتیجہ بلکہ مزید الجھنوں اور پیچیدگیوں کا سبب بنی ہوئی ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خدا کو سمجھیں۔ اپنے لیے اپنی زندگی اور اس کے تمام معاملات کے لیے خدا کی ضرورت واہمیت کو محسوس کریں۔ اپنے رب کی بندگی بجالانے، اس کے احکامات وفرائض کی تعمیل کرنے اور اسی کے آگے اپنا سرنیاز خم کردینے کے لیے جی جان کی بازی لگادیں۔ اسے پاجانے اور اسے راضی کرلینے پر اپنا سارا زور ساری طاقت صرف کردیں۔

ایک مسلمان کی اس سے بڑی سعادت وخوش بختی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی زندگی اور اس کی عطا کردہ صلاحیتوں کو اسی کے لیے، اسی کی رضا میں اور اسی کی تڑپ وجستجو میں کھپادے۔ اور اسی راہ الفت میں قدم بڑھا کر اسے سچی خوشی اور لذت وسرور حاصل ہوجائے تو پھر دنیا کی تمام فتوحات، راحتیں اور آسائشیں اس کی اس راہ شوق کی معمولی گرد بن کر خود بخود اس پر نثار ہونے لگیں گی۔ اور وہ ان سے اپنا دامن جھٹکتا اور صاف کرتا رہ جائے گا۔

دنیا کی بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے کاندھوں پر لادے ہوئے بھی جب کوئی سچا ومخلص بندہ اور غلام اپنے آقا ومالک کو نہ بھولے۔ اس کی اطاعت وبندگی میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ اسی کے ذکر وفکر میں غرق اور اسی کا شکر وسپاس گزار ہے تو کیسے ممکن ہے کہ سارے جہانوں کا شہنشاہ اپنے اس مخلص ووفادار غلام پر اپنی رحمت والفت خیر وبرکت اور رزق وعافیت کے خزانوں کے منہ نہ کھول دے؟ اور اسے ہر طرح سے نہال وخوش نہ کردے؟

اصل مسئلہ اللہ رب العزت کو اپنا بنانے اور اسی کے بن جانے کا ہے۔ اگر ہم نے یہ معاملہ درست کرلیا تو پھر کسی اور چیز کے لیے ہمیں بھاگ دوڑ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور نہ کوئی مسئلہ سر اٹھا سکے گا۔ تمام معاملات کو اللہ تبارک وتعالیٰ خود ہی بناتے اور سنوارتے چلے جائیں گے۔

اسلام میں زکوٰۃ کا مقام

مولانا محمد رضوان القاسمی

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا اہم ستون ہے جس کا درجہ نماز سے کچھ ہی کم ہے۔ نماز اگر بدنی عبادت کا اعلیٰ مظہر ہے تو زکوٰۃ مالی عبادت کی کامل ترجمان ہے۔ اسی طرح نماز اگر حقوق اللہ کا مغز ہے تو زکوٰۃ حقوق العباد کا جوہر ہے اگر ایک شخص نے مسجد میں نماز کا حق ادا کردیا تو ممکن نہیں وہی شخص مسجد سے باہر آکر اللہ کے حقوق بھول جائے گا۔ اس سے تو یہ حقوق اسی طرح ادا ہوتے رہیں گے جس طرح چشمے میں پانی ابلتا ہے اسی طرح جس نے زکوٰۃ کا حق ادا کردیا تو اس سے یہ ممکن نہیں کہ وہ بندگان خدا کے حقوق پامال کرتا رہے گا۔ آخر جو شخص اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں پر اپنی گاڑھی کمائی خود اپنی خوشی سے صرف کرے گا اور صرف کرکے ان کو اپنا احسانمند بنانے کی بجائے الٹا انھیں کا شکرگذار ہوگا تو ظاہر ہے اس صورت میں تو وہ انکا ایک ایک حق ادا کرکے ہی چین پائے گا۔

نماز اگر آدمی کا رشتہ خدا سے جوڑتی ہے تو زکوٰۃ اسے دنیا پرستی سے بچاتی اور مال کی محبت دل سے نکالتی ہے اور جب مال کی محبت دل سے نکلتی ہے تو آدمی میں شرافت اور خاکساری پیدا ہوتی ہے اور وہ اس موقع پر مال کو خدا کی ملک سمجھتا ہے اور اسمیں سے غریبوں اور محتاجوں کا حق بھی نکالتا ہے اور خدا کے حکم ہی سے وہ اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ زکوٰۃ کی یہی وہ حقیقت وحیثیت ہے جسکے پیش نظر قرآن مجید میں اہل تقویٰ کا یہ خاص شعار بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اللہ کی خاص رحمت کے مستحق قرار پاتے ہیں ارشاد ہے۔

فَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ. (الاعراف ۱۵۶)

تو میں اپنی رحمت ان لوگوں کیلئے لکھدوں گا جو تقویٰ رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں زکوٰۃ کی اہمیت نماز کے قریب قریب ہی ہے ۔ اسلام میں زکوٰۃ کو جو مقام حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے جن قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ فرمالیا ۔ اس فیصلہ سے شروع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر حضرات صحابہؓ کو گو اختلاف رہا مگر بعد میں انھوں نے بھی اس سے اتفاق کیا ۔

دین کی مجموعی حیثیت پر غور کیا جائے تو یہ خدا اور اسکے بندوں کے حقوق کی ادائگی کا دوسرا نام ہے ۔ نماز اور زکوٰۃ ہمیں ان ہر دو قسموں کے حقوق یاد دلاتے ہیں ۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ جو کتاب الٰہی کی حکمتوں پر گہری نظر رکھتے تھے ۔ فرماتے ہیں

اَصْلُ الصَّلٰوۃِ رُکُوْنُ الْعَبْدِ اِلٰی رَبِّہٖ مَحَبَّۃً وَّخَشْیَۃً وَاَصْلُ الزَّکٰوۃِ رُکُوْنُ الْعَبْدِ اِلَی الْعَبْدِ مَحَبَّۃً وَّشَفْقَۃً ۔ (تفسیر نظام القرآن ص ۹)

نماز کی حقیقت بندے کا اپنے رب کی طرف محبت اور خشیت سے مائل ہونا ہے اور زکوٰۃ کی حقیقت بندے کا بندے کی طرف محبت اور شفقت سے متوجہ ہونا ہے ۔

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ افزونی ، زیادتی اور پاکیزگی کے ہیں ۔ اصطلاح شرع میں مال کا وہ حصہ ہے جسے مالدار صاحب نصاب شریعت کے حکم کے مطابق نکال کر مسلمان فقیر کو (جو غیر ہاشمی ہو) بلا حصول منفعت خالصۃً للہ مالک بنادے ۔ اس کا نام زکوٰۃ اس لئے ہے کہ یہ مالدار کے مال کی حفاظت اور اسکی ترقی ، زیادتی اور پاکیزگی کا ضامن ہے ۔ نیز صاحب مال کے اخلاق میں جلا اور اسکے درجات میں اضافہ کا باعث بنتی ہے ۔

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے اور اگر اسکے بعد بقدر نصاب مال سال بھر تک

موجود رہے تو سال پورا ہونے پر وہ اسکی زکوٰۃ ادا کرے ایسے لوگوں کیلئے قرآن وحدیث میں دنیا و آخرت کی بہت ساری بشارتیں دی گئی ہیں ۔ جو شخص اسکی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو آدمی فرض ہونے سے تو انکار نہ کرے لیکن صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ فاسق اور سخت گنہگار ہے اور آخرت میں جہنم کا ایسا ہولناک عذاب اسکو گھیرے گا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دنیا میں بھی اسکے اور اس کے مال کیلئے سو اندیشے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے شخص اور ایسے مال سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری اٹھا لیتے ہیں ۔

زکوٰۃ کی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے قرآن کریم نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو انتہائی دردناک سزاؤں اور لرزہ خیز عذابوں کی خبر دے کر متنبہ کیا ہے کہ وہ فنا ہونے والے مال ومتاع کی بے جا محبت میں گرفتار ہو کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں اور اس عذاب سے بچیں جسکے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں سورۂ توبہ میں ہے اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں اسکو خرچ نہیں کرتے ہیں تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ۔ ایک دن آئے گا اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا ۔ تو اب سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو ۔ (التوبہ ۳۴ ، ۳۵)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں ۔

"بخیل دولتمند سے جب خدا کے راستے میں خرچ کرنے کیلئے کہا جائے تو اسکی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں زیادہ کہو تو اعراض کر کے اس سے پہلو بدل لیتا ہے اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اس لئے سونا چاندی تپا کر انہی تین مواقع (پیشانی پیٹھ پہلو) پر داغ دئے جائیں گے تاکہ اس کے جمع کرنے اور گاڑنے کا مزہ چکھ لے ۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو متنبہ کرنے کیلئے آخرت کے لرزہ خیز عذاب کی تصویر اس طرح کھینچی ہے ۔

جس آدمی کو خدا نے مال و دولت سے نوازا پھر اس شخص نے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تو اس مال کو قیامت کے روز انتہائی زہریلے ناگ کی شکل دے دی جائے گی زہر کی شدت کے باعث اس کا سر گنجا ہوگا اور اسکی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے قیامت کے روز وہ ناگ اس (زر پرست بخیل) کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں جبڑوں میں اپنے زہریلے دانت گاڑ کر کہے گا "میں تیرا مال ہوں، تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں"۔

اسکے برخلاف جو لوگ زکوٰۃ دیتے اور اپنا مال اللہ کے راستے میں فراخدلی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کے لئے زبردست دینی اور دنیاوی فوائد اور بشارتیں ہیں سورہ لیل کی ایک آیت میں ارشاد ہوا ہے۔

"اور جہنم کی آگ سے وہ شخص دور رکھا جائے گا جو اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والا ہے جو دوسروں کو محض اس لئے اپنا مال دیتا ہے کہ اس کا دل بخل و حرص اور حب دنیا سے پاک ہو جائے۔ (سورۂ لیل آیت ۱۷، ۱۸)

سورۂ بقرہ میں ہے۔

"جو لوگ اپنے اموال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ بویا جائے تو اس سے سات بالیاں نکلیں اور ہر ہر بالی میں سو سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس عمل کو چاہتا ہے وہ بڑھاتا ہے، وہ فراخدست اور علیم ہے۔ (البقرہ آیت ۲۶۱)

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

"اپنے مال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ بناؤ اور اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کراؤ اور بلا اور مصیبت کی موجوں کا دعا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ استقبال کرو"۔

تحصین کے معنی اپنے چاروں طرف قلعہ بنا لینے کے ہیں یعنی جیسا کہ آدمی قلعہ میں بیٹھ جانے سے ہر طرف سے محفوظ ہو جاتا ہے ایسا ہی زکوٰۃ کا ادا کرنا اس مال کو ایسا محفوظ کر دیتا ہے جیسے کہ وہ مال قلعہ میں محفوظ ہو گیا"۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں حطیم میں تشریف فرما تھے کسی نے تذکرہ کیا کہ فلاں آدمیوں کا بڑا نقصان ہو گیا ہے سمندر کی موجوں نے ان کے مال کو ضائع کر دیا ہے آپ نے فرمایا جنگل ہو یا سمندر کسی جگہ بھی جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ کے نہ ادا کرنے سے ضائع ہوتا ہے لہذا اپنے مالوں کی زکوٰۃ کے ذریعہ حفاظت کرو"۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ صرف دل صاف ہوتا ہے بلکہ مال بھی پاک ہو کر بڑھتا اور محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور خود آپ غور کر سکتے ہیں جس مال کے تحفظ کا ضامن خود اللہ تعالیٰ ہو اسے کون سا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق آپ کے ذہن میں یہ غلط فہمی نہیں رہنی چاہئے کہ یہ کوئی ٹیکس ہے در اصل یہ ٹیکس ہے ہی نہیں بلکہ ایک عبادت ہے اور نماز کی طرح اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ اور ٹیکس میں زمین و آسمان کا فرق ہے ٹیکس وہ ہوتا ہے جو زبردستی کسی انسان پر عائد کیا جاتا ہے اسکے لئے ضروری نہیں کہ وہ بخوشی اسکو قبول کرے پھر ان دونوں میں اصولی فرق یہ ہے کہ ٹیکس در اصل ان خدمات کے مصارف پورے کرنے کیلئے عائد کیا جاتا ہے جن کا فائدہ خود ٹیکس دینے والوں کی طرف بھی پلٹتا ہے اس کے پیچھے مادی تصوّر بھی کار فرما ہے کہ آپ جن سہولتوں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں حکومت کے ذریعہ سے وہ سہولتیں ہم پہونچائی جائیں۔ ان کیلئے آپ اپنی دولت سے چندہ دیں۔ یہ ٹیکس در اصل چندہ ہی ہے جو قانونی جبر کے تحت ان اجتماعی خدمات کیلئے آپ سے لیا جاتا ہے جن کے فوائد سے متمتع ہونے والوں میں آپ خود بھی شامل ہیں۔

زکوٰۃ اس کے برعکس ایک عبادت ہے بالکل اسی طرح جیسے نماز ہے کوئی پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی اسکی عائد کرنے والی نہیں بلکہ اسے خدا نے عاید کیا ہے جسے ایک مسلمان اپنا معبود برحق مانتا ہے۔ کوئی شخص اگر اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا چاہتا ہو تو وہ زکوٰۃ سے بچنے یا اس میں خرد برد کرنے کی کبھی کوشش نہیں کر سکتا البتہ اگر کوئی بھی خارجی طاقت اس سے حساب لینے اور زکوٰۃ وصول کرنے والی نہ بھی ہو تو ایک مومن اپنی زکوٰۃ کا خود حساب کر کے اپنی مرضی سے نکالے گا۔ پھر یہ زکوٰۃ

سرے سے اس غرض کیلئے ہے ہی نہیں کہ ان اجتماعی ضروریات کو پورا کیا جائے جس سے متمتع ہونے میں آپ خود بھی شامل ہیں بلکہ یہ صرف ان لوگوں کیلئے مخصوص کی گئی ہے جو کسی نہ کسی طرح سے دولت کی تقسیم میں اپنا حصّہ پانے سے یا پورا حصہ پانے سے محروم رہ گئے ہیں اور کسی وجہ سے مدد کے محتاج ہیں خواہ عارضی طور پر یا مستقل طور پر۔ اس طرح زکوٰۃ اپنی حقیقت اپنے بنیادی اصول اور اپنی روح اور شکل کے اعتبار سے ٹیکس سے بالکل ایک مختلف چیز ہے یہ آپ کے لئے سڑکیں نہریں اور ریلیں بنانے اور ملک کا نظم ونسق چلانے کیلئے نہیں ہے بلکہ چند مخصوص حقداروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ایک عبادت کے طور پر فرض کی گئی ہے اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور اس کا فائدہ اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے اجر کے سوا آپ کی ذات کی طرف پلٹ کر نہیں آتا۔۔

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

علامہ اقبالؒ

عزمِ شاعرِ مسلم

حُسن کو مُوردِ الزام نہ ہونے دیں گے
آبرُو عشق کی نیلام نہ ہونے دیں گے

رائیگاں ہم تو یہ انعام نہ ہونے دیں گے
سرنگوں پرچمِ اسلام نہ ہونے دیں گے

حاصلِ زیست یہ شائستگیِ غم ہی تو ہے
اس کو ہم نذرِ مے و جام نہ ہونے دیں گے

حرف آتا ہو کہیں عظمتِ غم پر جس سے
اہلِ غم ایسا کوئی کام نہ ہونے دیں گے

ہم غیور ایسے ہیں جو جان تو دے دیں گے ضرور
پر ترے نام کو بدنام نہ ہونے دیں گے

جس کا پیغامِ محبت ہو چلو طے کر لیں
ایسی تحریک کو ناکام نہ ہونے دیں گے

آؤ اے دوستو اے ہم نفسو! عہد کریں
ہم تشدد کو سرانجام نہ ہونے دیں گے

دل جو ہے جلوہ گہِ حسن و جمالِ ازلی
اس کو ہم مسکنِ اصنام نہ ہونے دیں گے

چھین لے جائے کوئی دولتِ ایمان و یقیں
یہ تو اے گردشِ ایام نہ ہونے دیں گے

اے مری اُردو زباں تجھ کو مٹا دے کوئی
ایسا ہرگز ترے خدام نہ ہونے دیں گے

ان کی آنکھوں سے جو چھلکتی ہے مئے ناب طفیل
اس کو ہم وقفِ تہہ جام نہ ہونے دیں گے

ڈاکٹر
طفیل احمد
مدنی

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

محمد زبیر

پہلے ہم کہا کرتے تھے مشرقی تہذیب اور ہے مغربی اور ۔ یعنی کہ مغرب کی دجّالی اور پرفریب گندی تہذیب کو ہم گھناؤنی اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا مشرق بھی مغرب کی متعفن تہذیب کو بڑی تیزی کے ساتھ قبول کرتا جا رہا ہے ۔ یہ وہ تہذیب ہے کہ مغرب والے خود اس تہذیب سے نجات کے لیے پریشان ہیں ۔ نئے نئے قوانین نافذ کرتے ہیں لیکن کوئی کامیابی نظر نہیں آتی ۔ عورتوں اور لڑکیوں کی اندھی آزادی کی کہانیاں جو ہم یورپ و امریکہ کے بارے میں سنا کرتے تھے یہ سب کچھ مشرقی ممالک اور خود ہمارے ہندستان میں ہو رہا ہے ۔ لڑکیاں تیزی کے ساتھ نہ صرف بے پردہ ہو رہی ہیں بلکہ اپنے حسن کی نمائش کا شوق بھی ان میں پیدا ہو گیا ہے ۔ اس کی اصل وجہ ہمارے نوجوان ہی نہیں بلکہ کچھ ماڈرن طرز کے بزرگوں کی غلط راہ روی کا نتیجہ ہے جو اپنی معصوم لڑکیوں کو آزاد اور بے پردہ بنا کر انھیں طاغوتی اندھیروں اور شیطانی وبال میں پھنسا دیتے ہیں ۔

ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام صرف چند ظاہری عبادتوں اور چند تہوار منا لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور صرف اسلام ہی دنیا میں بہترین طرز حیات ہے کیونکہ اسلام کا اصول اور نظریہ کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ اس دنیا کے بنانے اور

پیدا فرمانے والے پروردگار نے اپنے بندوں کے لیے ایک نظام زندگی اور مقصد حیات کی صورت میں اسلام کو نازل فرمایا ۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں پہ غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کے پردے کو کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

(اکبر الہ آبادی مرحوم)

اسلام سے پہلے پوری دنیا میں عورتوں پر سخت مظالم توڑے جاتے تھے یوں سمجھئے کہ حقوق کی فہرست میں صرف مردوں کا صفحہ پُر تھا عورتوں کا صفحہ بالکل خالی تھا ۔ اسلام ہی نے سب سے پہلے دنیا کو بتایا " وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ " اور عورتوں کے بھی مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اگرچہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے "۔

اسلامی تعلیمات کا اثر ساری دنیا پر پڑا ۔ یورپ کا بھی ضمیر بیدار ہوا اور کچھ لوگ ازدواجی تعلقات کے متعلق قوانین و رسوم پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کرنے لگے اصلاحات ہوئیں عورت کے حقوق کی فہرست بھی تیار ہوئی مگر نبوت کی رہنمائی سے محرومی کی وجہ سے اس میں سخت غلطیاں ہوئیں اور ان کی اصلاحات نے برعکس " نہند نام زنگی کافور " کا مصداق بن کر پورے معاشرے کو پہلے سے بھی زیادہ فاسد کر دیا ۔

اسی معاشرے کی ایک خاتون مقالہ نگار کا پچھلے دنوں لندن سے شائع ہونے والے ایک رسالہ (وومن ٹوڈے) میں لڑکیوں کی اندھی آزادی کے عنوان سے طویل مضمون شائع ہوا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے ۔

" موجودہ دور کی اندھی آزادی نے ہمارے ملک کی لڑکیوں ہی کو نہیں بلکہ پختہ عمر عورتوں کو بھی غلط راستے پر ڈال دیا ہے ۔ وہ اپنے فرائض سے غافل ہو گئی ہیں ان کا بیشتر روپیہ لباس بناؤ سنگار اور خوبصورت بننے کے جنون پر برباد ہو رہا ہے ۔ گھریلو ذمہ داریوں سے لاپرواہ ہو گئی ہیں نتیجہ میں ہمارے گھر ویران دکھائی دیتے ہیں بہ نسبت ہوٹلوں کلبوں اور تفریح گاہوں کے ۔ عورتوں کی اس بے راہ روی نے نہ صرف ان کا اخلاق بگاڑ دیا ہے بلکہ

ان کی اولاد کا مستقبل بھی تاریک نظر آتا ہے۔ ہمارے ملک کے باشندوں کی زندگیاں گھر کی حقیقی مسرتوں سے محروم ہو گئی ہیں اور اس آزادروی کا نتیجہ یہ ہے کہ عشق بازی کی ناپائیدار شادیاں عام ہو گئی ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ابتدا میں جذبات کی رو میں اندھے ہو کر شادیاں رچا لیتے ہیں لیکن چند روز بعد ہی سے بدمزگیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس غیر فطری اور اندھی آزادی کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں ۸۰ فی صد شادیوں کا نتیجہ طلاق کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔"

ایک تجربہ بتاتا ہے جو شادیاں والدین کی مرضی کے خلاف ہوتی ہیں وہ مشکل سے کامیاب ہوتی ہیں اور یہ ہوا ہمارے ملک میں بھی چلنے لگی ہے اور بعد میں لڑکیوں میں خودکشی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ کیا عورت کا یہی مقام ہے؟

شریعت اسلامیہ نے "عورت" کو ایک بلند مقام عطا کیا۔ اس کو ایک آبدار و محفوظ ہیرا اور ایک باغیچہ کا گل سرسبد بنایا تھا۔ لیکن آج جس طرح ہم نے پورے دین کو اپنی خواہشات کے مطابق توڑ مروڑ کر نیا روپ دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی اس کے اعلا مقام سے گرا کر قعر مذلت میں پہنچا دیا ہے۔

ہماری کچھ بہنیں جو خود کو مسلمان تو کہلواتی ہیں لیکن اسلام کے قائم کردہ اصولوں سے یکسر انحراف بھی کرتی رہتی ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث شریف پر ایمان رکھنے والے دیکھیں اور غور کریں کہ قرآن و حدیث پردے کے بارے میں کیا حکم دے رہے ہیں اور آج اپنے دستور اور طریقوں کو دیکھیں، زمین آسمان کا فرق پائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے۔

(۱) وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ (اور اے بیبیو تم اپنے گھروں میں رہا کرو)

(۲) واذا سالتموھُنَّ متاعاً فاسالوھُنَّ من وراءِ حجاب۔

(اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لیے مانگو تو پردہ کی آڑ میں مانگو)

(۳) ولا تخرجوھُنَّ من بیوتھنَّ ولا یخرجْنَ

(اور عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ خود نکلیں)

بہنو! حضورؐ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک نابینا صحابیؓ (ابن مکتوم) رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے ملاقات کی خاطر تشریف لائے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ سے محو گفتگو تھے۔ آپؐ نے ان کو پردے میں چلے جانے کا حکم دیا جس پر ان خواتین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو۔"

لیکن آج ہمارے یہاں الٹی گنگا بہتی ہے۔ بوڑھی عورتیں برقع پوش نظر آتی ہیں، نوجوان لڑکیاں اور عورتیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ کیا اللہ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ "تمہارے لیے اللہ کے رسول عمدہ نمونہ ہیں۔" ہم تو حضورؐ سے بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں اس کے بعد بھی آپؐ کی پیروی نہیں کرتے۔

عورت کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر وہ قوم کو بگاڑنے پر آمادہ ہو جائے تو "حبالۃ الشیطان" بن کر خاندان کے خاندان کو بگاڑ سکتی ہے۔ اور اگر یہی عورت تعمیر پر آجائے تو "ریحانۃ الجنۃ" بن کر خاندان میں ایک ایسا انمول موتی پیدا کر سکتی ہے جو علم دین کی خوشبو سے خاندان ہی نہیں بلکہ ایک عالم کو معطر کر سکتی ہے۔

آج کی عورت بھی اگر چاہے تو اپنے اندر حضرت خدیجہؓ اور حضرت فاطمہؓ جیسے کردار پیدا کر کے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ جیسے مصلح اور جانباز سپاہی پیدا کر سکتی ہے اور اگر اس نے غیر اسلامی عناصر کا اثر قبول کیا تو یہ دنیا ہٹلر، چنگیز خاں اور بگین کا دور دیکھتی رہے گی۔ لہٰذا قرآن کریم کی اس پہلی دعوت "ادخلوا فی السلم کافۃ" پر عمل پیرا ہو جائیں۔

مجھے حضور پرنورؐ کی وہ حدیث یاد آرہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ایک وقت وہ آنے والا ہے کہ میری امت پر مخالفین اسلام (دشمنان اسلام) چڑھ دوڑیں گے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت آپ کے امتی بہت کم ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بے پناہ ہوں گے لیکن ان کی ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل چکی ہو گی کیونکہ دین کا دامن چھوڑ کر دنیا کا دامن پکڑ لیں گے۔" آج یہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور ہماری آنکھیں اب بھی نہیں کھلتیں اور راہ حق و صداقت کو اختیار کرنے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور خواب غفلت سے جگا کر دین اسلام میں پوری طرح داخل کر دے۔

وما علینا الا البلاغ ۃ

مولینا محمد ثانی حسنی

سب سے زیادہ ضرورتمند

سب سے زیادہ کٹھن گھڑی موت کی گھڑی ہوتی ہے اس وقت انسان بڑا بے بس اور محتاج ہوتا ہے اور خدمت وحسن سلوک کا سب سے زیادہ ضرورتمند اس نازک وقت میں ہوتا ہے ایک طرف خود بے چین ومضطرب ہوتا ہے اور دوسری طرف شیطان بہکانے اور اس کا ایمان برباد کرنے میں پوری قوت صرف کر دیتا ہے اور اعتبار بھی خاتمہ پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ جس کے آخری الفاظ لا الٰہ الا اللہ ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

مرنے والے کے پاس کیا کہے:- اس سے بڑھ کر مرتے والے بھائی کی اور کیا خدمت ہو سکتی ہے کہ اس کی کوشش کی جائے کہ مرتے وقت اسکے منہ سے کلمہ نکلے اور اس کا خاتمہ بخیر ہو۔ خود حضورؐ نے فرمایا ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو بلند آواز سے اسکے پاس کلمہ پڑھنا چاہیئے اس سے خود پڑھنے کو نہ کہا جائے نہ معلوم وہ گھبراہٹ اور پریشانی میں کیا جواب دیدے اور منہ سے کیا بات نکل جائے۔ مرنے والے کے سامنے بیکار اور دنیاوی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر تذکرہ ہو تو ایسی باتوں کا جو آخرت کو یاد دلانے والی اور دنیا سے دل کو پھیرنے والی ہو۔ یہ مرنے والے کے ساتھ بڑی خیر خواہی ہوگی۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

"جب تم مریض یا مرنے والے کے پاس جاؤ تو بہتر بات کہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں جو کہ تم منہ سے نکالتے ہو" (مسلم)

موت کی خبر سنو:- جب کسی بھائی کے مرنے کی خبر سننے میں آئے تو اس کیلئے دعا کرے اسکو اچھے الفاظ میں یاد کرے حضورؐ نے اس موقع کی دعا بھی فرمائی حدیث میں آتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْہُ فِی الْمُحْسِنِیْنَ وَاجْعَلْ کِتَابَہٗ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاخْلُفْ عَقِبَہٗ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا ۔ ہم اللہ کے ہیں اور اسکی طرف لوٹنے والے ہیں، بے شک ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔ اللہ اسکے محسنین میں لکھ لے اور اس کا اعمالنامہ علیین میں رکھ دے اور اسکو اچھا وخوش نصیب کر، اے اللہ ہم کو اسکے اجر سے محروم نہ فرما اور اسکے بعد ہمکو فتنہ میں نہ ڈال۔

تجہیز و تکفین:- تجہیز و تکفین میں جلدی کرے سہولت وآرام کے ساتھ نہلائے کفن میں نہ اتنی تنگی ہو کہ بخل معلوم ہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وَاِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَہٗ (مسلم) جب تم میں سے کوئی بھائی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔

اور نہ اتنا قیمتی کفن دے جو اسراف میں داخل ہو حدیث میں آتا ہے کفن میں غلو نہ کرو اس لئے کہ وہ جلدی سڑ گل جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

نوحہ وسینہ کوبی ممانعت:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ وسینہ کوبی اور بین سے بھی ممانعت فرمائی مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعٰی بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ جس نے اپنے گال پر طمانچے مارے اور گریبان چاک کئے اور جاہلیت کی باتیں کیں وہ ہم میں سے نہیں دوسری جگہ ارشاد فرمایا اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ میت کو اسکے متعلقین کی نوحہ خوانی کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

جنازہ میں شرکت:- مرنے کا ہم پر حق یہ ہے کہ اس کے جنازہ میں شرکت کرو اور آخری بار اس کا ساتھ دیں۔ ایسے شخص کو جو مرنے والے کی نماز جنازہ میں شریک رہے اور اسکو کاندھا دے اس کے دفن میں حاضر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بڑی بشارت دی ہے فرمایا۔ جو جنازہ میں حاضر ہوا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اسکو ایک قیراط (ثواب) ملے گا۔

اور جو تدفین تک حاضر رہا اسکو دو قیراط (بھر اجر) ملے گا۔ کسی نے پوچھا حضور دو قیراط کیا ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ دو پہاڑوں کے برابر۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا من تبع جنازۃ وحملها ثلاث مرّات فقد قضی ما علیه من حقّہ (ترمذی)

ترجمہ:۔ جو کسی جنازے کے ساتھ چلا اور اسکو تین مرتبہ کاندھا دیا تو اس نے وہ حق اتار دیا جو اس پر تھا جنازہ کو جلدی سے پہنچانے کے متعلق حضورؐ نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے چلو اگر وہ مرنے والا نیک ہے تو وہ جگہ بہتر ہے جہاں لے جا رہے ہو اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو بدترین ہے اتار پھینکو اپنے کاندھوں سے۔ (متفق علیہ)

دعا و استغفار:۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے استغفروا لأخیکم وسلوا له التثبیت فانه الآن یسأل (ابو داؤد)

اپنے بھائی کیلئے مغفرت چاہو اور ثابت قدمی کی دعا کرو اس لئے اس سے سوال و جواب ہونا ہے مرنے والوں کو اچھے الفاظ سے یاد کرنے کا حکم ہے وہ برا ہو یا اچھا ہر حالت میں اسکی اچھائیوں کو یاد کیا جائے اور برائیوں سے رکا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اپنے مردوں کی اچھائیاں ذکر کرو اور برائیوں سے رک جاؤ۔ (ابو داؤد)

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا (بخاری) مردوں کو گالی نہ دو اس لئے کہ وہ اس جگہ پہونچ چکے جس کے لئے انہوں نے اعمال کئے تھے وصیت کو پورا کرنا اور قرض ادا کرنا۔ مرنے والے نے اگر کوئی وصیت کی ہے تو اسکو پورا کرنے سخت تاکید فرمائی ہے۔

اسی طرح اسکے قرض کی ادائگی کی کوشش کرنی چاہئے حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یقضی عنه (ترمذی) مومن کی جان اسکے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے یہانتک کہ وہ ادا کر دیا جائے۔

ہمارا معاشرہ

اس غفلت سے جگانے میں مدد کیجیے

ام بلال

اگست ۸۴ء کے رضوان کا اداریہ پڑھا مسلمان گھرانوں کے لیے واقعی لمحہ فکریہ ہے در حقیقت یہ ہے کہ اگر غفلت اسی طرح جاری رہی تو کچھ معلوم نہیں کہ تلافی کا موقع و محل نصیب ہو یا نہ ہو۔

مسلمانوں کے زوال کے کئی اسباب میں سے ایک سبب اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو مسلمان عورت کا بحیثیت بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے اپنے حقوق و فرائض سے ناواقف رہ جانا ہے جسے ہم دوسرے لفظوں میں اپنے دین سے بے خبری کہتے ہیں۔ ہاں مذکورہ حیثیتوں کے علاوہ ایک اور بنیادی حیثیت عورت کی ہے اور وہ ہے رب رحمٰن کی بندی ہونے کی حیثیت۔ ہو سکتا ہے ایک عورت بیٹی ہو مگر بہن اور بیوی نہ بن سکے۔ ہو سکتا ہے بیوی بن جائے مگر ماں بننا نصیب نہ ہو لیکن وہ ہر حال میں اپنے رب کی بندی ضرور ہو گی۔ بندے اور رب ذوالجلال کا تعلق کیسا ہوتا ہے، والدین کے کیا حقوق ہیں، بہن بھائیوں سے کیا سلوک کیا جاتا ہے، زوجین کیا حقوق و فرائض رکھتے ہیں، گود کے نونہالوں کو کس طرح احسن طریقہ سے پروان چڑھایا جاتا ہے۔ یہ سب ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پیاری تعلیمات سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں کا معاشرہ ان طور طریقوں

سے جس طرح بے پردا ہو رہا ہے وہ ہمارے دین و دنیا کے لیے خطرہ کی گھنٹی ہے۔

کہا جاتا ہے اگر آپ نے ایک مرد کو تعلیم دی تو گویا آپ نے ایک فرد کو تعلیم دی اور اگر ایک عورت کو تعلیم دی تو گویا آپ نے ایک کنبہ کو تعلیم دی۔ اس لحاظ سے فی زمانہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے اور ان نوخیز کلیوں کو جن سے ہم مستقبل کے باغ مہکانے کی توقع رکھتے ہیں الوہی اور نکھری ہوئی تعلیمات سے مزین کر دیں۔ ابتدائی عمر میں یہی بچے کے ذہن پر جو نقش ہو گیا، ہو گیا پھر وہ کھرچنا آسان نہیں ہوتا۔ العلم فی الصغر کالنقش علی الحجر۔

مروجہ تعلیم کے لیے تو آپ کو جگہ جگہ مدرسے اور نرسریاں مل جائیں گی لیکن دینی تعلیم کا مسئلہ پھر بھی حل نہ ہو گا مروجہ اسکولوں میں دینیات کی تعلیم کی توقع رکھنا نہ صرف عبث بلکہ اس کے برعکس دین سے بے رغبتی پیدا ہونے کی امید زیادہ رکھنی چاہیے۔ کئی مثالیں سامنے ہیں۔ گھروں میں اکثر مائیں کم از کم دینی تعلیم یافتہ نہیں ہوتیں تو لڑکیوں کی یہ ابتدائی عمر ضائع ہونے سے بچانے کے لیے اہل درد و اصحاب خیر گھرانے اگر یہ دستور اپنا لیں تو اس مشن کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

ہر محلہ یا بستی میں چند پڑھی لکھی دیندار خواتین للہ اور فی اللہ اپنے گھروں میں کم از کم دو گھنٹوں کے لیے کم و بیش دس برس تک کی بچیوں کے لیے دو ایسی کلاسیں کھول لیں جس میں ایک کلاس قرآن مجید کی ہو جہاں صحیح تلفظ اور صحیح ادائیگی کے ساتھ کلام ربانی باعظمت طریقہ پر پڑھایا جائے۔ دوسری کلاس تعلیم الاسلام کے کورس پر مشتمل ہو جس میں ارکان اسلام، ابتدائی فقہی مسائل، طہارت، وضو، نماز، روزہ، فرائض و سنن سے واقفیت وغیرہ ہوتی ہے اور اگر اسی میں دس بارہ منٹ بچوں کی عمر اور عقل کے مطابق دو تین احادیث سہل اور دلنشیں انداز میں سنا دی جائیں مثلاً جھوٹ کی برائی، سچ کی قدر، غیبت سے پرہیز، والدین کی فرمانبرداری، ہمجولیوں سے حسن سلوک، یا ایسے مواد پر مشتمل کوئی اصلاحی کہانی، واقعہ، پھر مناسب موقعوں پر اس پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دی جائے تو اچھے نتائج سامنے آنے کی امید ہے۔ اگر ہر محلہ میں یہ نیک کام شروع ہو جائے تو ایک ہی جگہ لڑکیوں کی تعداد بھی نہ بڑھنے پائے گی جسے کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور گھر والوں پر زائد محنت کا بار بھی نہ پڑے گا۔ ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ ننھے ذہن ڈانٹ ڈپٹ سے بجھ جاتے ہیں۔ مہر و محبت کی ٹھنڈک ملے تو وہ سب کچھ کر لیتے ہیں جو آپ چاہتے ہیں۔ یہ شعر معلوم نہیں کس کا ہے مگر ہے بہت موزوں۔

درس وفا اگر بود زمزمہ محبتے ۔۔۔ جمعہ بمکتب آورد طفلِ گریز پائے را

(مدرس و مربی اگر سراپا شفقت و محبت ہے تو مکتب سے گریزاں بچہ جمعہ (چھٹی) کے روز بھی سراپا شوق بن کے آئے گا۔)

مسلمان گھروں میں جہالت کی وجہ سے یہ ذلت و پستی اور ان کی بے وقری دیکھ کر دل دکھتا ہے، قلب کی گہرائیوں سے یہ تمنا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جہل کی ذلت دور کرے اور صحیح علم نصیب فرمائے۔ یہاں اگرچہ پاکستانی معاشرہ نہیں ہے۔ یہاں کی تقریباً ہر سعودی لڑکی مدرسہ جاتی ہے، جہاں کچھ نہ کچھ ابتدائی دینی تعلیم کا بندوبست ہے تاہم ہندوستانی اور پاکستانی لڑکیوں اور عورتوں کی دینی تعلیم اور اپنے رب کے کلام سے آگہی کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے ذریعہ ہم سے کیا فرماتے ہیں کبھی غور تو کریں۔ اللہ کی کچھ نیک بندیاں لڑکیوں اور عورتوں کے لیے قرآنی تعلیم و ترجمہ کا بندوبست کیے ہوئے ہیں۔

دوسرے پہلو سے بنظر غائر دیکھیں تو یہ ہمارے لیے بڑی سہولت سے حاصل ہو جانے والا زاد آخرت ہے، نہ اس میں جہاد کی مشقت نہ ہجرت کی زحمت نہ مال کا کوئی ایسا خرچ نہایت سستا سودا ہے، البتہ خلوص شرط ہے۔

اشتر نفسکَ فالسّوق قائمۃ ۔۔۔ اپنی جان خرید لو، بازار لگا ہوا ہے، اور

والثمن موجودٌ ۔۔۔ رقم موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے، کتنی بہنوں کو علم کی روشنی دی ہے مسلمان بھائیوں کی بچیاں آپ کی دینی اعانت کی راہ تک رہی ہیں۔ کمسن دور کی معصوم طبیعتوں کو نبی فداہ روحی کے پیغام کی پہچان کرا دیں پھر وہ اسے بھلا نہ سکیں گی اور اپنی اگلی نسلوں کو اس مقدس دور اور تعلیمات کی طرف کھینچیں گی۔ یوں دیے سے دیا روشن ہوا تو کیا

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

خواتین کی ذمہ داریاں

صفیہ حسینی

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

اسلام سے پہلے ساری دنیا کی سوسائٹی میں عورت کا مظلوم طبقہ درد و کرب کی زندگی گزار رہا تھا کسی سوسائٹی میں عزت و عظمت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا عورت کے حقوق پامال کیے جاتے تھے۔ عورت ظلم و شقاوت کا شکار تھی یا عیش و عشرت کے متوالوں کے عیش کا سامان اس کا وجود باعث شرم سمجھا جاتا تھا۔ بعض معزز سوسائٹیوں میں رواج تھا کہ لڑکی پیدا ہوتی تو دفن کردی جاتی۔ اگر زندہ رہ جاتی تو حیوانوں کی زندگی گزارنی پڑتی' اسلام جہاں سارے عالم کے لیے رحمت بن کر آیا وہاں خصوصیت سے اسی مظلوم طبقہ کے لیے پیام رحمت بن کر آیا وہ آیا اور آ کر اس نے اس کی تمام صلاحیتوں اور خصوصیتوں کو ابھارا تمام بندھن توڑے غلامی سے آزاد کیا اور احساس کمتری کو دور کیا ان مسلمان عورتوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر سسکتی ہوئی انسانیت اور آفت کی ماری دنیا کی خدمت کی' اسلام کے پھیلانے میں پورا تعاون کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ حق بلند کیا اور اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے جس ذات نے لبیک کہا وہ اسی طبقہ کی معزز خاتون حضرت خدیجہ رضؓ تھیں اور پھر آخر عمر تک حضورؐ کا ساتھ دیا حضرت عائشہؓ ام المومنین اسی طبقہ کی ایک فرد تھیں جنھوں نے گھر کی زندگی سے لے کر سیاسی اور علمی زندگی تک میں دوسروں کی رہنمائی کی پھر انہی دو پر انحصار نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور آپ کی قائم مقامی کرنے والوں میں اس طبقہ کی ہزاروں بیٹیاں شامل ہیں دین کی راہ میں قربانی و ہجرت دیکھنا ہو تو ام سلمہ ام المومنینؓ اور حضرت زینب بنت رسول اللہ پر نظر کرو۔ علمی اور سیاسی زندگی کا سبق لینا ہو تو حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے سبق لو۔ بہادری اور جرأت دیکھنا ہو تو حضرت صفیہؓ حضورؐ کی پھوپھی اور حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی پر نظر ڈالو، صبر و تحمل مطلوب ہو تو حضرت ام سلیمؓ کا واقعہ پڑھو، ام حرامؓ کی شہادت کا حال پڑھو حضرت سمیہؓ حضرت ام شریکؓ کی راہ میں قربانی اور شہادت ام حکیم کی بہادری ام عمارہؓ کی جرأت و مقابلہ حضرت عائشہؓ و زینبؓ کی سخاوت و فیاضی حضرت اسماء بنت یزید کی قابلیت و علمی شغف ام حبیبہؓ کی حق گوئی و بیباکی حضرت زینبؓ کی عبادت و ریاضت اور دوسری ہزاروں خواتین کی دین سے والہانہ محبت آج کی خواتین کے لیے درس عبرت ہے۔

انہی جیسی ماؤں نے بڑے بڑے زاہد اسلام کے سپاہی دین پر مرنے اور جینے والے اشخاص پیدا کیے جو انہی اولوالعزم خواتین کی گودوں میں پلے تھے وہ لوگ جو بعد میں زہد و تقویٰ کے لحاظ سے فضیل بن عیاض شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور علمی حیثیت سے امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام احمدؒ امام شافعیؒ اور غزالیؒ کے نام سے مشہور ہوئے اور انہی صفات اور خصوصیت کی مالک تھیں وہ خواتین جنھوں نے طارق بن زیاد محمد بن قاسم یوسف بن تاشفین صلاح الدین ایوبیؒ نور الدین جنگی اور محمد فاتح جیسے سلاطین اور قائد اسلام کو دیے جن کے عزم و قوت کے سامنے بڑے بڑے باجبروت بادشاہ پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ صدیوں تک چلا اور ایک ہزار سال تک ایسی مائیں اور بہنیں اور ان کی گودوں میں پلے ہوئے ایسے ایسے نامور اشخاص پیدا ہوتے رہے جن کے چند نمونے گزر چکے ہیں لیکن مغربی تہذیب و تمدن نے صلاحیتوں کو اور خصوصیتوں کے رخ کو بدل کر سطحی اور کھو کھلے راستہ پر ڈال دیا یہ تہذیب آئی اور اپنے ساتھ بداخلاقی اور بے حیائی کا ایک طوفان لائی فحش لٹریچر عریاں کتابیں اور رسالے فلمی گانے اور سینما بینی نے بازاروں سے لے کر گھر کے

اندر تک رسائی پیدا کی اور قلب و دماغ کی دنیا کی الٹ کر رکھ دیا اس مغربی تہذیب کا
کرشمہ ہے کہ فحش و عریاں لٹریچر گندے و حیاسوز ناولیں اور افسانے دلچسپ سے دلچسپ
طریقے سے تیار کیے جا رہے ہیں اور بڑی قوت و طاقت سے ان کو گھر گھر پہنچایا جا رہا
ہے اور شریف زادیوں اور حیادار بیٹیوں کے ہاتھوں میں بڑی آسانی سے ناقابل برداشت
لٹریچر پہنچ رہا ہے اور اس کا زہر دل و دماغ میں پیوست ہو رہا ہے اس زہر کے تریاق
کا کیا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے۔ یہ کس کی ذمہ داری ہے کیا ہم اس پر غور کریں گے۔

ہمارا معاشرہ ——— صفحہ ۲۹ کا بقیہ

معلوم سمیہؓ، خولہؓ اور ام حرامؓ کی یاد تازہ ہو جائے. کاش ایسا ہو جائے عمل کی
دعا کے ساتھ اسباب بھی شروع کر دیجئے اللہ ہم سب کا حامی ناصر ہو۔

ٹیلیگرام "خمیرہ"
فون آفس ——— ۸۲۸۰۳
رہائش ——— ۸۳۴۲۹

خمیرہ حقہ تمباکو

مینوفیکچررس اینڈ ایکسپورٹرس
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری
نادان محل روڈ، لکھنؤ (انڈیا)
پارٹنر: حاجی محمد امتیاز خاں

"محشر بداماں گیتی"

از: اُمِّ ھانی لکھنؤ

کیوں رواں رہتا ہے ہر دم کاروانِ بے کنار،
کس سفر کا اس قدر کرتا ہے انساں اہتمام
دور اس منزل کی خاطر کچھ نہیں ہے انتظام

اک نظر سطحی سی دنیا کے لئے ہے اس کے پاس
کیا کبھی صناعیِ قدرت پہ غور اس نے کیا
کس سے ارض و سماء کی گردشیں منسوب ہیں
موسموں میں کیوں ہیں صد ہا رنگ نظارے بھرے
دھوپ کی ہر چار سو پھیلی ہوئی یہ شدتیں
کس لیے سایہ فگن ہوتے ہیں پھر اشجار سب
ہنس رہے ہیں یہ شگوفے کس ادائے خاص پر
خشک مٹی کیوں چٹختی ہے گلستاں میں کبھی
نرم شبنم کس لئے روتی ہے قبلِ روشنی
کیوں سکوتِ بحر میں جاگیں تلاطم خیزیاں
کس لئے خشکی پہ اتنی بستیاں آباد ہیں

مطمئن بیٹھا رہے گا تا بہ کے فانی بشر

دل میں اک ظلمت کدہ ہے جس میں وہ مصلوب ہے
جسم زخم نار سا ہے کس لیے معتوب ہے
اور فنا ہر شئے کی اس کو کس قدر مرغوب ہے
اور حسنِ ظاہری ہی کیوں اسے محبوب ہے

دردناک اس دن سے لیکن بے خبر بیٹھا ہے وہ
جس کی خاطر باطنی آتش فشاں سیال ہے
کس لئے ہیں چارہ ساز و چارہ گر سہمے ہوئے
کس لئے لاہوت کی پھیلی ہے ہر سُو بازگشت
گوشہ گوشہ گونجتا ہے لامکاں کا کس لئے
دشت کی ویرانیاں کیوں شور و غل سے بھر گئیں
کس لئے سنسان سے ہیں بستیوں کے بام و در
کس طرح ہیبت سے پھیکی پڑ گئیں رعنائیاں
کس لئے رنگیں نظارے دُھند میں لپٹے ہوئے
ابر کے ٹکڑے ہیں کیوں بے چین منڈلاتے ہوئے
دربدر بادِ صبا کیوں ٹھوکریں کھاتی ہوئی
کائناتِ وقت کی ہر شے ہے کیوں وحشت زدہ
کس لئے سرگوشیاں کرتی ہیں یہ خاموشیاں
کون سے طوفان کا ہے پیش خیمہ یہ سکوت
جنبشیں تھمتی ہیں کیوں اور شور سا اُٹھتا ہے کیوں

ساکنانِ دار شاید کچھ بھی سُن سکتے نہیں
جبکہ ایک اک برگ ان اشجار کا سنتا ہے سب

دھیمے دھیمے سینہ کوبی کی صدا آنے لگی
حلقۂ ابحار نے کچھ اور گرہیں باندھ لیں
آہ بھرتی ہیں ہوائیں خوف سے کیوں دم بہ دم
خوشبوئیں گل سے اُڑیں خاروں نے نوکیں توڑ لیں
عرش پر کوکب ہوا وحشت سے کیوں آشوب چشم
آسماں بے تاب سینہ چاک کرنے کے لئے
ڈولتی ہے یہ زمیں محور سے ہٹنے کے لئے

اب بھی شاید کچھ نہیں محسوس کرتا ہے بشر
دوڑتا بھاگا پھرے یوں جیسے دیوانہ کوئی
جستجو کس کی اسے کچھ بھی خبر رکھتا نہیں
یا کہ بیٹھا ہی رہے ہے پرسکوں اس طرح سے
ہر علامت حشر کی اس کو لگے ہے حسن ہی
اور فانی شے سے ہی اُلفت بڑھائے جائے ہے
اور اس کو عشق کی معراج ہی سمجھا کیا
کیسا عاشق ہے شناسا ہی نہیں محبوب سے
عشق کی میزان کا کیوں اس کو اندازہ نہیں
کچھ نہیں ہے پاس اس کے
وزن کیا رکھے گا وہ
روزِ محشر آنے والا ہے مزا چکھے گا وہ

صحت اللہ کی نعمت ہے

پتہ

پتہ ناشپاتی کی شکل کی جھلی نما ایک نرم اور لچک دار تھیلی ہے جو کہ چار پانچ انچ لمبی اور دو انچ چوڑی ہوتی ہے۔

یہ تھیلی پیٹ کے ذرا اوپر اور پسلیوں کی محراب کے عین نیچے جگر کے سامنے اور جزوی طور پر نیچے کی طرف پیوست ہوتی ہے۔ پتہ نالیوں کے نظام کے ذریعے جگر، چھوٹی آنت کے ابتدائی حصہ (اثنا عشری) کے ساتھ رابطہ رکھتا ہے۔ پتہ جگر کے پیدا شدہ صفرا کو مرتکز کر کے اپنے اندر ذخیرہ کر لیتا ہے اور کھانا کھانے پر اور خاص طور پر زیادہ مرغن چربیلا کھانا کھانے پر پتہ سکڑ کر اپنے اندر کا صفرا نالیوں کے ذریعہ چھوٹی آنت کے ابتدائی حصے میں پہنچا دیتا ہے اور براہ راست جگر سے بھی کچھ صفرا پہنچ کر نشاستہ دار چربیلی غذاؤں کے ہضم ہونے میں مدد کرتا ہے۔

آج کل غذائی عادتیں بدل جانے کی وجہ سے مرغن نشاستہ دار میٹھی غذاؤں کا استعمال بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے انسانوں میں مٹاپے کا میلان زیادہ ہوتا جا رہا ہے اور اس کے مقابلے میں بدنی حرکت اور ورزش کا رجحان بہت کم ہو گیا ہے اسی لیے پتے کی بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں۔

عام حالات میں پتہ جگر کی ہاضمہ رطوبت صفرا کو سمیٹ کر اکٹھا کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات سمیٹ کر اکٹھا کرنے کا عمل اس قدر تیز ہو جاتا ہے کہ صفرا اپنی اصل مقدار سے صرف چھٹا حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کا عمل حد سے گزر جاتا ہے اور جس کی وجہ سے صفرا کے اجزا جم کر قلمیں بننا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر اس سے چھوٹی چھوٹی پتھریاں بننی شروع ہو جاتی ہیں۔

کئی بار یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سابقہ جراثیمی سرایت یا امور زائد کی سوزش سے سبھی جراثیم پتے کے اندر سرایت کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے پتے کے اندر سوزش ہو جاتی ہے اور اس کی نالیاں موٹی ہو جاتی ہیں اور پھر نتیجہ پتھری کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

عورتوں میں زنانہ حمل اور زچگی کے دوران کولسٹرول کے زیادہ جمع ہو کر جزو بدن نہ بننے کی وجہ سے بھی پتے میں پتھریاں بننی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں تین گنا زیادہ اس کا شکار ہوتی ہیں۔ کیمیائی تجربے کے مطابق پتے کی پتھریاں تین اجزا کیلشیم، کولسٹرول اور صفرا کے سنگ اور روغن سے مرکب ہیں۔

پتے کی پتھریاں پن سے لے کر مرغی کے انڈے کے برابر تک ہوتی ہیں۔ بسا اوقات پتے کی چھوٹی پتھری یا بڑی پتھری کا کوئی حصہ پتے سے اس کی نالی کے اندر گرتا ہے تو شدید قسم کا درد معدے اور پتے کے مقام پر محسوس ہوتا ہے۔ اگر پتھری نالی سے دوبارہ پتے میں چلی جائے تو درد کے دورے بھی تیز ہو جاتے ہیں اور اگر آنتوں میں جا کر پاخانے کے راستے خارج ہو جائے تو درد کے حملے بھی ختم ہو جاتے ہیں اور مریض کو آرام مل جاتا ہے۔

اسی طرح اگر پتھری جگر کی نالیوں میں جا کر اٹک جائے تو صفرا کی تمام ترسیل پتے کو بند ہو کر صفرا کو خون میں شامل کر دیتی ہے جس سے یرقان کا مرض ہو جاتا ہے اور آنکھوں کے سفید سفید پردے پیلے ہو جاتے ہیں چہرہ پر بھی زردی کے آثار صاف نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ناخونوں کے اوپر کی سفیدی بھی پیلاہٹ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

پتے میں پتھریوں کی پیدائش سے سوزش ہو جاتی ہے اور پھر ابتدائی دنوں میں جگر کے

مقام پر شدید قسم کے درد کا دورہ بھی ہوتا ہے جو کہ ناقابل برداشت حد تک بڑھ سکتا ہے، بعض اوقات یہی درد معدے کے مقام پر بھی ہوتا ہے اور دائیں پسلی کے نچلے حصے میں جلد بڑھ جاتی ہے اور جلد کو دبانے سے یعنی ٹٹول کرتے پتے کا درم محسوس کیا جا سکتا ہے اور مرض کے پرانے ہو جانے کی صورت میں درد نسبتاً ہلکا اور ٹھہر ٹھہر کر ہوتا ہے۔ بدہضمی کی شکایت بھی ہو جاتی ہے اور متلی بھی ہوتی ہے اور قے بھی ہو جاتی ہے۔

احتیاطی تدابیر کے طور پر مریض کو سادا اور زود ہضم غذائیں کھلائیں، ورزش کرائیں، پانی خوب پلائیں، قبض بالکل نہ ہونے دیں۔ درد کے دورے کے وقت مریض کو آرام سے بستر پر لٹا دیں اور گرم پانی کی بوتل سے ٹکور کریں۔ غذا میں گوشت، انڈا، مچھلی اور مٹھائیوں سے پرہیز کرائیں۔ اس کے برعکس آلو بخارا، پستہ، خربوزہ، ہرے ہرے پتوں والی سبزیاں، مولی گاجر پیاز، لیموں کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرائیں۔

اس مرض میں روغن زیتون بہت مفید ہوتا ہے چنانچہ روزانہ رات کو سوتے وقت چار تولہ روغن زیتون چند ہفتے تک پلانے سے افاقہ ہوتا ہے۔ روغن زیتون میں قدرتی طاقت اور صلاحیت ہوتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی پتھریاں گھل کر پیشاب کے راستہ نکل جاتی ہیں۔ علاج کے طور پر سفوف حجر الیہود ۲ رتی شربت بزوری کے ساتھ استعمال کرائیں۔ اس کے ہمراہ مولی ایک پاؤ، پیاز آدھی چھٹانک، پودینہ سبز چھ ماشہ لیموں کا ایک عدد کاٹ کر بطور سلاد استعمال کرائیں۔ اگر سلاد پسند نہ آئے تو ان سب چیزوں کا عرق نکال کر پانی کی طرح پئیں۔

یہ ساری دوائیں پتھری میں بہرحال فائدہ مند ہیں اور قدرتی طور پر ان میں پتھری کو ضائع کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ شرط یہی ہے کہ پرہیز کا خیال دوا سے بھی زیادہ رکھیں۔ پرہیز ہر مرض کے لیے ضروری ہوا کرتا ہے یہ کبھی نہ بھولیں۔

بدقسمتی سے اگر ان سب چیزوں سے فائدہ نہ محسوس ہو تو پھر کوتاہی نہ کریں اور کسی اچھے ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کریں۔ اسی میں مریض کے لیے بہتری ہے کیونکہ پتھری کا مرض بہت خراب ہوتا ہے۔

گفتگو مگر کس طرح؟

انشا: محمد اسلام شاکر

محترم قارئین! تحریر و تقریر کی زبانیں اسلامی کردار کے آگے ماند پڑ جاتی ہیں، جو کام منصوبہ بندی، لٹریچر کی زبردست تیاری اور تحریر و تقریر کی بے پناہ صلاحیتوں کے ذریعہ بھی نہیں انجام پا سکتا وہ محض کردار کے ذریعہ مکمل ہو جاتا ہے۔ ہر ہتھیار کا مقابلہ اور توڑ ممکن ہے لیکن اخلاق و کردار کی تلوار کی کاٹ ناممکن ہے اسی لیے اقبال مومن کو بے تیغ بھی لڑتا ہوا سپاہی دیکھتے ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ایک مومن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان ہوتا ہے۔

رسول اکرمؐ نے اپنی بعثت کا اولین مقصد اور اپنی دعوت کا طریقہ کار ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"۔ وہ عظیم پیغام جس نے تاریخ حیات میں اپنے انمٹ نقوش ثبت کیے اور اس کی کرنوں کو پھیلانے اور اس کے گرد لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتھک جدوجہد کی۔ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لوگوں کے اخلاق حسنہ کو مضبوط و مستحکم بنایا جائے، لوگوں کے سامنے حسن و جمال کی دنیا روشن کر دی جائے تاکہ وہ شعور و بصیرت کے ساتھ اس کی طرف لپک پڑیں۔ زبان و بیان اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ جس سے انسان مستفید ہوتا ہے

لیکن ہر کس کے انداز گفتگو میں فرق ہوا کرتا ہے صنف نازک کو خدائے تعالیٰ نے فطری طور پر شرم و حیا میں ملبوس پیدا ہی فرمایا ہے اس لیے وہ چلنا پھرنا کھانا پینا ہر کام پردہ میں رہ کر اور عام لوگوں کی نظروں سے بچ کر کرنا پسند کرتی ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش رہنا پسند کرتی ہیں اور کیوں ایسا نہ ہو جبکہ ہمارے نوجوانوں کا یہ نعرہ ہے کہ "پردہ نسواں کو ختم کیا جائے" اسے آزادی دی جائے پردے سے باہر نکلے اور ہر حالات کا مقابلہ کرے۔ حالات کیسے بھی ہوں لیکن جب صنف نازک گفتگو کرنے پر آمادہ ہوتی ہے تو بدیہی طور پر اس کی فطرت غالب ہو جاتی ہے اور وہ شرم و حیا کی چادر میں چھپ کر لوگوں سے گویا ہوتی ہے۔

آداب گفتگو

اسلام نے کلام اس کے اسلوب اور اس کے آداب و قواعد کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اس لیے کہ کسی انسان کے منہ سے نکلی ہوئی بات اس کی عقلی سطح اور اخلاقی فطرت کو بتاتی ہے اور اس لیے کہ کسی بھی جماعت میں گفتگو کے آداب اس کے عام معیار کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس ماحول میں فضیلت و شرافت کے نفوذ کا پتہ دیتے ہیں۔

دوسروں سے مخاطب ہونے سے قبل خود اپنا محاسبہ کیجیے اور اپنے آپ سے سوال کیجیے کہ کیا کوئی ایسا موقع ہے جو گفتگو کا متقاضی ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو بات کیجیے ورنہ خاموشی زیادہ بہتر ہے۔ بلا ضرورت اور بلا موقع گفتگو سے پرہیز کرنا بڑے اجر کی عبادت ہے ایک انسان کی کامیابی اس میں ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے جہاں خاموشی ضروری ہو وہاں اس کی لگام کھینچ لے اور جہاں گفتگو کی ضرورت محسوس ہو وہاں اسے قابو میں رکھتے ہوئے چھوڑ دے۔

سخن دلنواز

جب آدمی بات کہے تو اچھی اور بھلی بات کہے اور اپنی زبان کو خوبصورت و باوقار گفتگو

کا عادی بناتے اس لیے کہ دل میں اٹھنے والے خیالات کی بہترین تعبیر ادب عالیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو نوازا ہے۔ پاکیزہ اور عمدہ گفتگو دوستوں اور دشمنوں سب پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کے میٹھے پھل ظاہر ہوتے ہیں دوستوں کے درمیان کے محبت کی حفاظت کرتی ہے ان کی دوستی کو مستحکم و پائیدار کرتی ہے اور شیطان کے تمام چالوں کو ناکام بنا دیتی ہے کہ وہ ان کے رشتے کمزور کر سکے دونوں کے درمیان فساد و عداوت ڈال سکے۔

دشمنوں کے ساتھ دل نواز گفتگو کیجیے تو ان کی دشمنی بجھ جاتی ہے اور ان کا غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے یا کم از کم دشمنی اور شر انگیزی کے اسلوب میں نمایاں فرق ہو جاتا ہے۔

قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها اذى والله غنى حليم ۔

حضرت موسیٰ کی سب سے بڑی امانت اور خوش کلامی کا مشاہدہ اس وقت کیا گیا جب انھوں نے مرد صالح کی دونوں بیٹیوں کے ریوڑ کو پانی پلایا تھا اور ان کی مدد کی تھی، ان کی نسائیت کا احترام ملحوظ رکھا تھا، ایک شریف و پاکدامن کا معاملہ ان کے ساتھ کیا تھا، لیکن قربان جائیے اس مرد صالح کی بیٹی پر جو اپنی نسوانیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے والد کا پیغام موسیٰ تک پہنچایا۔ قرآن پاک اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے۔

فجاءته احداهما تمشى على استحياء فقالت ان ابى يدعوك ۔ (القرآن)

ان میں ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں۔

یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ آپ ابھی نبی نہیں بنائے گئے تھے اور یہ باعث تعجب نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ رسول کے لیے ایسے ہی افراد کو منتخب کرتا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ شریف الطبع اور ذکی النفس ہوتے ہیں جو نفس فقر و محتاجی کی شدت اور اجنبیت کی تنہائی کے باوجود اخلاق عالیہ سے چمٹا رہے بلاشبہ وہ کسی طاقتور اور امانت دار آدمی ہی کا کام ہو سکتا ہے خدا اور بندے کے حقوق کی حفاظت ایسے ہی اخلاق کا تقاضہ کرتی ہے جو خوش حالی و بدحالی دونوں ہی حالات میں تبدیلی کو قبول نہ کرے۔

عمدہ گفتگو ایسی خصلت ہے جو نیکیوں اور فضائل میں شمار ہوتی ہے اور اس کو اختیار کرنے والا اللہ کی خوشنودی کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اس کے لیے ہمیشگی کی نعمت لکھ دی جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اولین مقصد اور اپنی دعوت کا طریقہ کار ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں مکارم اخلاق کی خاطر مبعوث کیا گیا ہوں۔

وہ عظیم پیغام جس نے تاریخ حیات میں اپنے انمٹ نقوش ثبت کیے اور ان کی کرنوں کو پھیلانے اور اس کے گرد لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتھک جد وجہد کی! اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لوگوں کے اخلاق حسنہ کو مضبوط و مستحکم بنانا ضروری تھا۔ آنکھوں کے سامنے جمال و کمال کی دنیا روشن کر دی جائے تاکہ وہ شعور و بصیرت کے ساتھ اس کی طرف لپک پڑیں۔ ہر حالت میں لوگوں کو حسن تعبیر کا عادی بنانے کے لیے اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں:۔

"تم اپنے مال کے ذریعہ لوگوں پر حادی نہیں ہو سکو گے بلکہ خوش روئی اور حسن اخلاق سے ان کے دلوں کو جیت سکتے ہو۔"

بلکہ اسلام کی نگاہ میں حسن اخلاق اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی کو نہ دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ عطیات دیے جائیں۔

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم از کم جس نام سے آپ کا محبوب رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ جواب طلب امور کے لیے جوابی خط ارسال فرمائیں۔ شکریہ۔ (منیجر)

تعارف و تبصرہ

ح۔م۔ عثمانی

تبصرہ کے لیے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں — مدیر

کلام صوفی

قیمت: ۴۰ روپے

ناشر: محمد یونس صدیقی، مدرسہ دعوۃ الحق، کاوڈی، اتر گجرات

سید عبدالرب صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ کلام جسے جناب محمد یونس صدیقی نے ان کی وفات کے بعد مرتب کیا ہے۔ یہ مجموعہ کلام ۴۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت مجلد ۴۰ روپے ہے اس میں ۱۴ ابواب ہیں۔ حمد، نعت، مدح صحابہؓ، یاد حرم، ایمانی شجاعت، اصلاح امت، تحریک ایمان درد ملت، رد بدعت، جوابات، رموز فطرت، سوز و ساز، "اللہ والوں سے محبت اور دعائیں" پہلے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کے مضامین ہیں، جو ذاتی تاثرات نیز صوفی صاحب کی خصوصیات زندگی پر مبنی ہیں۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب کے قلم سے صوفی صاحب کے نجی حالات اور ان کے کمالات شاعری پر ایک باتفصیل مضمون ہے۔

آخر میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے نام صوفی صاحب کا ایک خط ہے اور حضرت شیخ الحدیث کا جواب جس سے صوفی صاحب کی فکر آخرت اور نسبت مع اللہ کا پتہ ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھیں اپنے عنوان شباب سے آخری سانس تک نصیب رہی یہ کتنی خوش نصیبی اور قابل رشک بات ہے کہ صوفی صاحب ساری عمر انگریزی اسکولوں میں سرکاری ملازمت کرتے رہے مگر اسلام کے شیدائی رہے اور تمام عمر خدمت تبلیغ میں صرف کی اور اتباع رسولؐ سے ان کی زندگی شرف یاب اور سیراب رہی۔

کلام صوفی کی آب و تاب اردو سرمایہ ادب میں کچھ امتیازی خصوصیات کی حامل نظر آتی

ہے اول تا آخر با مقصد اور شعر و ادب جیسی آزادانہ صنف بھی صوفی صاحب کے جذبات عالیہ کی پابند ہو جاتی ہے یہاں نہ تو بہکی بہکی باتیں ہیں اور نہ مہارت فن کی نمود بلکہ سادگی میں پاکیزگی کا تصور غالب ہے جو خدمت و تبلیغ دین کے لیے ضروری ہے۔ درحقیقت شاعر کی زندگی اور جذب دروں کی عکاسی ہے، دل و دماغ کی ہر پوشیدہ کیفیت قائل کے سامنے آجاتی ہے خواہ شاعر کنایات و اشارات میں لب کشائی کرے یا واضح اور صریح الفاظ میں عرض پرداز ہو صوفی صاحب نے جو کچھ بھی لکھا ہے درحقیقت شاعرانہ فکر و جذبہ سے بے نیاز ہو کر صرف تبلیغ و اشاعت دین کے لیے لکھا ہے ان کا مقصد کبھی بھی شاعری محض شاعری نہیں رہا اور وہ خود فرماتے ہیں ؎

کام کے اشعار لکھ صوفی کہ ہے درکار کام
داغ کی غزلیں اگر تو نے بھی دہرائیں تو کیا

لیکن غیر ارادی طور پر بھی ان کے یہاں جو فطری محاسن شعری مجمع ہو گئے ہیں وہ لائق ستائش ہیں۔ مذکورہ ابواب میں سبھی لاجواب اور اچھے ہیں مگر خصوصیات سے دو ابواب اپنی مثال آپ ہیں: "رد بدعت" اور "جوابات"۔ "رفض و بدعات سے تنفر" نے صوفی صاحب کے حق آفریں قلم میں شاعرانہ حسن و نفاست کے ساتھ زور و قوت کا وہ عالم پیدا کر دیا ہے کہ خاصے ذی استعداد شعراء کا کلام بھی اس سے ہم آہنگ نہیں ملتا مثلاً "فریاد غازی" "امام غائب" "دام تزویر" وغیرہ ایسی پر مغز نظمیں ہیں کہ حقیقت نگاری کے ساتھ شاعری میں بھی ساحرانہ کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ جوابات میں جوش و فراق جیسے کہنہ مشق شاعروں کا جو جواب صوفی صاحب نے لکھا ہے خواہ وہ رباعیات ہوں یا نظمیں جوش و فراق سے بہتر زبان لکھی ہے اور ان دونوں شاعروں کے اشعار نیز ان دونوں کی خود سری کا کھوکھلا پن، ادب لطیف کی شائستہ زبان میں کچھ اس طرح واضح کیا ہے کہ دونوں کی استادی کا طلسم خواب و خیال معلوم ہوتا ہے۔ دینی استہزا میں جوش بدنام زمانہ تو ہو گئے مگر جو وقعت ادب میں وہ خود چاہتے تھے کبھی بھی انھیں میسر نہ آسکی بقول صوفی صاحب ؎

اصل میں صوفی یہ تنگ آدمیت ہستیاں ۔۔۔ مادر گیتی کی چھاتی پر ہیں اک بار گراں

(مردانہ) دو رنگ کا سوئٹر کا ڈیزائن

حسینہ بانو تسنیم

پہلے ۳۲ پھندوں کا تھوڑا سا ڈال لیجیے، سرخ اور سفید اون لیجیے اگر ایک آدمی بولتا جائے اور دوسرا بنتا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ اس میں دو تیلیاں سرخ چلیں گی اور دو سفید دو سرخ بغیر بنے اتار لیجیے اور ایک سفید بنا پھر دو اتارے اور تین بنے یعنی سفید بنے جا رہے ہیں اور لال اتارے جا رہے ہیں پھر دو اتارے ایک سفید پھر ایک اتارا ایک سفید پھر ایک اتارا ایک سفید پھر دو اتارے تین سفید پھر دو اتارے ایک سفید پھر ایک اتارا ایک سفید ایک اتارا ایک سفید پھر دو اتارے تین سفید۔ اب الٹی تیلی میں سرخ والوں کو اتار لیا اور سفید پھندوں کو سیدھا بن کر تاگے کو اوپر کر کے لال اتارتی جائیں اور اسی طرح یعنی سیدھے سفید بنتی جائیں۔ اب سیدھی تیلی میں لال چلے گی اور سفید اتارے جائیں گے ۵ لال ایک اتارا ایک لال ایک اتارا ۹ لال ایک اتارا ایک لال ایک اتارا ۹ لال ایک اتارا ایک لال پھر ایک اتارا۔ اب الٹی تیلی میں لال الٹے بنتی گئیں اور سفید اتارتی گئیں۔ (چوتھی) ایک سفید دو سرخ اتارے تین سفید ایک اتارا تین سفید دو اتارے ایک سفید دو اتارے تین سفید ایک اتارا تین سفید۔ دو اتارے ایک سفید دو اتارے تین سفید ایک اتارا ایک سفید (پانچویں الٹی) سفید سیدھے اور تاگا اوپر کر کے لال یونہی اتار لیے۔

(چھٹی تیلی) تین سرخ ایک اتارا ۵ سرخ ایک اتارا پوری ایسے ہی بن لی۔ (ساتویں) اسی طرح لال بن لیجئے۔ سفید اتار لیے (آٹھویں) تین سفید دو اتارے ایک سفید پھر دو اتارے تین سفید ایک اتارا تین سفید دو اتارے ایک سفید دو اتارے تین سفید ایک اتارا تین سفید دو اتارے ایک سفید ایک رہ گیا ایسے اتار لو۔ (نویں) اسی طرح یعنی سفید پھندے سیدھے اور سفید ہی تاگا اوپر کر کے لال اتار لو (۱۰) ایک سفید دو لال اتارے ایک سفید ایک اتارا ایک سفید ایک اتارا ایک سفید دو اتارے تین سفید دو اتارے ایک سفید ایک اتارا ایک سفید ایک اتارا ایک سفید دو اتارے تین سفید اسی طرح پوری تیلی بن لی اُلٹی اسی طرح (بارہویں سیدھی) ۹ لال بنے ایک سفید اتارے گئے (تیرہویں الٹی) سفید کو اتارتی گئیں لال الٹے بنتی گئیں (۱۴) تین سفید دو لال اتارے ایک سفید دو اتارے تین سفید ایک اتارا پھر تین سفید دو اتارے ایک سفید۔ الٹی اسی طرح۔ (۱۷) پانچ لال ایک اتارا۔ الٹی اسی طرح (۱۹) تین سفید ایک اتارا پھر تین سفید دو اتارے ایک سفید دو اتارے پھر تین سفید ایک اتارا پھر تین سفید دو اتارے ایک سفید الٹی اسی طرح (۲۱) ایک سفید دو اتارے تین سفید دو اتارے ایک سفید دو اتارے پھر تین سفید ایک اتارا تین سفید دو اتارے ایک سفید ایک اتارا ایک سفید ایک اتارا ایک سفید دو دو اتارے تین سفید الٹی۔ اسی طرح اتنا بننے کے بعد بخوبی آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔

> تیری حیات کا کردار رابعہ بصری
> ترے فسانہ کا موضوع عفتِ مریم
> وہی ہے راہ ترے عزم شوق کی منزل
> جہاں ہیں عائشہؓ و فاطمہؓ کے نقش قدم
>
> ماہر القادری

نعت شریف

محمد اسحٰق صدیقی رائے بریلوی

حُبِّ احمد کی جسے بھی چاشنی مل جائے گی
پھر اسی عاشق کو چشم دیدنی مل جائے گی

جب ربابِ رحمتِ عالم کو چھیڑے گا کوئی
صلح امن و آشتی کی راگنی مل جائے گی

جو اندھیرے میں بھٹکتے ہیں وہ آجائیں ادھر
نقش پائے مصطفےٰ سے روشنی مل جائے گی

اپنی باتوں کو ہٹا دو اب نبی کی بات پر
تم اگر سمجھے تو چشم باطنی مل جائے گی

لذتِ دنیا سے وہ اسحٰق ہوں گے بے نیاز
جن کو عشقِ مصطفےٰ کی چاشنی مل جائے گی

قطعہ

غیروں کی مصیبت میں جو شامل نہیں ہوتا
سجدوں سے وہی آدمی کامل نہیں ہوتا

جو احمد مرسل نے سکھایا ہے بشر کو
ان کاموں سے مومن کبھی غافل نہیں ہوتا

نعت شریف

بہر سو جلوۂ نور مبیں ہے
نبی کے نور سے روشن زمیں ہے

غم انسانیت کا کھانے والا
یہی ہیں ماسوا ان کے نہیں ہے

یہی جو دربدر کی ٹھوکروں سے
خدا رکھے وہ مومن کی جبیں ہے

رسول ہاشمی پر جو فدا ہے
وہی واللہ جنت کا مکیں ہے

جہاں جنت کے نظارے ملیں گے
وہی اسحٰق طیبہ کی زمیں ہے